Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | منگل: ۳ ۱۴۱۳ھ ۲۳- تبلیغ ۱۳۷۲ ہش، ۲۳- فروری ۱۹۹۳ء | نمبر ۴۶

صحبتِ صادقین

"لوگ تلاش کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت ملے۔ لیکن یہ بات جلد بازی سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جب انسان کی روح پگھل کر آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے اور اسی کو اپنا اصل مقصود خیال کرتی ہے۔ تب اس کے لئے حقیقت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ اور صحبتِ صادقین سے یہ باتیں حاصل ہوا کرتی ہیں۔"

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پس انسان معاصی اور جرائم کی مرض سے تب ہی نجات پا سکتا ہے کہ اسے چور اور سانپ وغیرہ سے بڑھ کر ان کے مضر اور نقصان دہ ہونے کا یقین ہو اور خدا کا جلال، اس کی عظمت اور جبروت ہر وقت اس کے مدِنظر ہو۔ انسان اپنی حرص و خواہش اور دلی آرزوؤں کو بھی ترک کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک ذیابیطس کا مریض جس کو ڈاکٹر کہہ دے کہ شیرینی کا استعمال بالکل ترک کر دو۔ پھر اپنی جان کی خاطر میٹھے کو چھوتا بھی نہیں۔ پس یہی حال روحانی حرص و ہوا اور خواہشاتِ نفسانی کا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال سچے طور سے اس کے دل میں گھر کر چکا ہو تو پھر اس کی نافرمانی کو آگ کے کھانے سے اور موت سے بھی بدتر محسوس کرے گا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۹۴)

ہر انسان کے حقوق دوسرے کے پاس امانت ہیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ

امانت کے لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اس پہلو سے بہت سی تکلیف دہ مناظر نظر آتے ہیں۔ جو شخص بندوں کا امین نہ ہو وہ خدا کا امین کیسے ہو سکتا ہے امانت میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اور جماعت کو لازماً ان ساری کمزوریوں کو دور کرنا ہوگا۔ امانت کے وسیع تر مضمون میں داخل ہونا تو بہت بڑی بات ہے میں اس وقت اتر کر معمولی عرف عام کے مضمون میں پہنچ گیا ہوں۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی امانتوں میں بھی خیانت کی جا رہی ہے۔ امانت سے مراد نہ صرف روپے پیسے جو دیئے جاتے ہیں۔ وہ ہیں بلکہ ہر انسان کی عزت بھی دوسرے کے پاس امانت ہے۔ ہر انسان کے حقوق دوسرے کے پاس امانت ہیں اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو راعی بنا دیا ہے اگر آپ ان معنوں میں لفظ "امانت" پر غور کریں کہ حقوق العباد میں امانت کیا شکلیں اختیار کرتی ہے۔ تو تمام حقوق انسانی سے امانت کا تعلق قائم ہو جاتا ہے چنانچہ (کلام پاک) فرماتا ہے۔ وہ اپنی امانات اور عہدوں پر راعی ہو جاتے ہیں راعی کے کیا معنی ہیں؟ اس کی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (-) کہ تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائیگا یعنی امانت کی جو تفصیل پہلے بیان کی گئی ہے وہ اس حدیث سے بالکل مطابقت رکھتی ہے۔ امانت اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو اپنی نہ ہو۔ کسی غیر کی ہو۔ اور رعیت اسے کہتے ہیں کہ امانت کے حقوق اس طرح ادا کئے جائیں کہ جو مالک ہے اسے اعتراض نہ ہو سکے۔ اس کی عین مرضی کے مطابق امانت خرچ کی جائے تو فرمایا کہ تم مالک نہیں ہو اس دنیا میں تم امین ہو اور ایسے امین ہو کہ جسے پوچھنے والا زندہ موجود ہے اور جس کا پوچھنے والا صاحب اقتدار ہے ورنہ دنیا میں انسان بعض دفعہ کسی اور کا امین ہو جاتا ہے۔ فرض تو اس کا ہے کہ امانت کا حق ادا کرے لیکن امانت دینے والا مر جاتا ہے یا اس سے کمزور ہوتا ہے اس کا کچھ بس نہیں ہوتا۔ اگر کوئی خیانت بھی کرے تو وہ زبردستی اپنے حقوق نہیں لے سکتا۔ اس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے کہ ہم کس کے امین ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ تفصیل فرمائی کہ "راعون" میں جو خدا تعالیٰ نے اس طرف متوجہ فرمایا ہے کہ تم اپنی امانتوں کے راعی ہو۔ جو مسئول ہو تم سے لازماً یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے یہ امانتیں کس طرح ادا کیں۔ جب ہم امانت کے مضمون کو عام لین دین کے معاملات میں دیکھیں تو یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ اس چھوٹے سے مفہوم میں بھی ابھی بہت اصلاح کی گنجائش ہے۔ قضاء میں جتنے جھگڑے آتے ہیں۔ وہ سارے امانت میں کمی سے تعلق رکھنے والے جھگڑے ہیں۔ کسی نے کسی سے شراکت کی اور شراکت کے دوران امانت کا حق ادا نہ کیا۔ کسی نے

باقی صد ۲ پر

وکلاء حضرات سے

کیا کوئی وکیل صاحب ہمارے قارئین کو اپنے کام کے سلسلے میں مفید معلومات بہم پہنچانا پسند کریں گے۔ ہمارے قارئین یقیناً اس بات سے مستفید ہوں گے کہ ایک وکیل زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے امور جنہیں عدالت میں لے جایا جاتا ہے کے متعلق انہیں کچھ بتائیں یعنی ایسے موضوعات جو مقدمات کا باعث بن جاتے ہیں اور پھر ایسے موضوعات کی تفصیلات جن سے ہمارے قارئین فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف قسم کے جھگڑوں سے بچ سکیں۔ اور اگر خدانخواستہ انہیں عدالت تک جانا ہی پڑے تو انہیں معلوم ہو کہ طریقِ کار کیا ہے اور کس طرح وہ بہتر طریق پر اپنے وکیل کو بات سمجھا سکتے ہیں۔ ہم اپنے احمدی وکلاء سے امید کرتے ہیں کہ وہ الفضل کے قارئین کی یہ خدمت کرنا پسند کریں گے۔

۲۳- اپریل ۱۹۹۳ء یوم تحریک جدید

مجلس مشاورت ۱۹۹۱ء کے فیصلہ کی تعمیل میں سال ۱۹۹۳ء کا پہلا یوم تحریک جدید ۲۳- اپریل ۱۹۹۳ء کو منایا جائے گا۔ امراء/صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ اس موقع پر تحریک جدید کے مطالبات بیان کئے جائیں اور اس تحریک کے ذریعہ جماعت پر ہونے والے انعامات و افضالِ الٰہیہ کا ذکر کیا جائے۔

وکیل الدیوان
تحریک جدید- ربوہ

ایک ڈرائیور اور ایک باورچی

○ ساہیوال شہر میں ایک معزز خاندان کو ذاتی ضرورت کے لئے ایک ڈرائیور اور ایک باورچی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ کے علاوہ رہائش کی بھی سہولت ہوگی۔ خواہشمند دوست اپنے امیر صاحب کی سفارش سے نظارت کو اطلاع دیں اور اپنے کوائف بھی تحریر کریں۔ ناظر امور عامہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳ ۔ تبلیغ ۱۳۷۲ ہش ۔ ۲۳ ۔ فروری ۱۹۹۳ء

انسانیت کا نعرہ

انسانوں کے خاندان بھی مختلف ہیں ۔ نسلیں بھی مختلف ہیں ۔ رنگ بھی مختلف ہیں ۔ انکی زبانیں بھی مختلف ہیں ۔ ان کے رہن سہن کے طریق بھی مختلف ہیں اور انکے مذہب بھی مختلف ہیں ۔ لیکن ایک بات انسانوں میں کسی اختلاف کی متحمل نہیں ۔ اور وہ ہے انسانیت ۔ تمام انسان انسان ہیں ۔ اور کسی انسان کی انسانیت میں کوئی امتیاز نہیں کیا جا سکتا ۔ کسی کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تھوڑا انسان ہے اور وہ بہت انسان ہے ۔ بے شک کسی کا ہاتھ کٹا ہوا ہو ۔ کوئی ٹانگوں سے معذور ہو ۔ کسی کی ایک یا دونوں آنکھیں ضائع ہو چکی ہوں ۔ وہ بیمار ہو یا صحت مند ۔ اور صحت معمولی ہو یا بہت صحتمند ہو ۔ فقیر ہو یا امیر ہو ۔ رعایا ہو یا بادشاہ ہو ۔ ہے وہ انسان ہی ۔ اگر انسانوں میں امتیاز کرنا ہو تو انسانیت کو چھوڑ کر کسی اور بات کا ذکر کرنا پڑے گا ۔ انسانیت کو سامنے رکھتے ہوئے ۔ یا یوں کہئے کہ اس کے بنی نوع انسان ہوتے کے ناطے سے کوئی امتیاز نہیں برتا جا سکتا ۔

اور یہی وہ بات ہے جس کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے ۔ بلکہ کہنا چاہیئے ۔ کہ اگر انسانوں کو ایک لڑی میں پرونا ہے تو انسانیت ہی کو پیش نظر رکھئے ۔ انسانیت کا نعرہ لگائیے ۔ باقی سب باتیں بعد کی ہیں ۔ نظر انداز تو وہ نہیں کی جا سکتیں ۔ لیکن اوّلیت انسانیت ہی کو ملتی ہے ۔

اگر ہم سب ۔ ساری دنیا ۔ انسانیت کو پیش نظر رکھے ۔ تو وہ از خود باقی ہر قسم کے اختلافات کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گی ۔ اور اختلافات کو برداشت کرنے سے ہی یہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے ۔ اختلافات بڑھتے بڑھتے لڑائیوں کی بنیاد ڈال دیتے ہیں ۔ اور لڑائیاں بڑھتی بڑھتی ہلاکت کا موجب بن جاتی ہیں ۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ۔ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اس سال کو انسانیت کا سال بنا دیں ۔ ہر انسان کے انسان ہونے کا پیغام ساری دنیا کو دیں ۔ انسانیت کی سطح پر سب سے سلوک کریں ۔ تمنی کا خاتمہ کریں ۔ اختلافات برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کریں ۔ حضور نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق انسانیت کے پیغام کو فروغ دے ۔ ہر جگہ انسانیت کا نعرہ لگائے ۔ اور نہ صرف نعرہ لگائے بلکہ عملی طور پر اس بات کو ثابت کر دے کہ انسانیت کو اوّلیت حاصل ہے ۔

انسانیت کا نعرہ لگاتے چلے چلو
دنیا کو ایک قوم بناتے چلے چلو
ہر اختلاف رکھو تم اپنے مقام پر
اپنائیتوں کا راگ سُناتے چلے چلو

ابوالاقبال

دم بہ دم بڑھتا چلا جاتا ہے انسان کا کرب
اور اب کتنا بڑھے گا دلِ حیران کا کرب؟

موسم گُل میں بھی رونق نہیں گل چہروں پر
کاش محسوس کرے کوئی گلستان کا کرب

میری نظروں میں ہے اقوام کی تعمیر کی شرط
مجھ کو بے چین کئے رکھتا ہے عرفان کا کرب

یہ الگ بات کہ خط لکھنے کی فرصت ہی نہ ہو
اُن کو معلوم تو ہو گا دلِ نادان کا کرب

آؤ کچھ اپنے لئے جینے کا سامان کریں
جسم میں کچھ بھی نہیں چھوڑتا ہر آن کا کرب

ڈائری قفل میں رکھتی ہوں کہ پڑھ لے نہ کوئی
شعر ہونے سے نہیں چھپتا دل و جان کا کرب

امۃ الباری ناصر

بقیہ: صدا

کسی کے سپرد کوئی جائیداد کی یا کوئی کام کیا تو اس نے وہاں امانت کا حق ادا نہ کیا ۔ کسی نے بیوی کی امانت کا حق ادا نہ کیا تو کسی بیوی نے خاوند کی امانت کا حق ادا نہ کیا ۔ غرضیکہ سارے قضاء کا خلاصہ یہ ہے کہ جتنے جھگڑے وہاں پہنچتے ہیں ان میں سے ایک نہ ایک فریق لازماً امانت کے معیار سے گرا ہوا ہے ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں فریق گرے ہوئے ہوں ۔ معمول میں یہ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ سارا قصور ایک ہی فریق کا ہو لیکن جب کوئی مقدمہ قضاء میں پہنچتا ہے تو یہ قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ امانت کا معیار گرا ہوا ہے اور جتنے زیادہ مقدمے قضاء میں پہنچیں گے ۔ اتنی ہی زیادہ الارم کی گھنٹیاں بجیں گی اور اتنا ہی زیادہ خوف پیدا ہو گا ۔

(از خطبہ فرمودہ ۲ دسمبر ۱۹۸۳ء)

تحریکِ جدید کا عظیم الشان دور

" اے دوستو ! مرنے سے پہلے اور وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اس تحریک میں حصہ لے لو کہ اس امت پر پھر یہ دن نہیں آئیں گے ۔ تحریک جدید کا دور وہ شان رکھتا ہے کہ اس میں اخلاص سے حصہ لینے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام عطا فرمائے گا ۔

یہ تحریک اتنی اہم تھی کہ اگر ایک مرتے ہوئے با ایمان انسان کے کانوں میں پہنچ جاتی تو اس کی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا تعالیٰ نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا ۔"

(ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

ترکِ خُوبے مے کُناند خوب تر
عشق را درماں بود عشقِ دِگر

زیادہ حسین اپنے سے کم حسین کو چھڑا دیتا ہے۔ ایک عشق کا علاج دوسرا عشق ہوا کرتا ہے

شیر با شیرے نماید زورِ تن
مے تواں آہن بہ آہن کوفتن

شیر ہی شیر سے زور آزما ہو سکتا ہے لوہے کو لوہے سے ہی کوٹ سکتے ہیں

گر غریق اندر نجاست ہاست تن
رُو بہ دریائے در آرو غوطہ زن

اگر تیرا بدن نجاست سے لتھڑا ہوا ہے۔ تو کسی دریا پر جا اور غوطہ مار

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان یہ چاہیے کہ اس کی زندگی بہتر سے بہتر ہوتی چلی جائے اور یقیناً اسے ایسا چاہنا چاہیئے تو اسے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر اسے کسی چیز سے محبت ہے تو اس سے دل چھڑانے کا طریق یہ ہے کہ وہ اس چیز سے بہتر کی تلاش کرے کیونکہ جو چیز بہتر ہو گی اسی کی طرف اس کا حقیقی میلان ہو گا۔ کم تر چیز کو وہ چھوڑنے پر اسی طرح آمادہ ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی بہتر چیز نظر آجائے۔

حضور فرماتے ہیں کہ یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ بہتر چیز نظر آجائے تو انسان کم تر چیز کو چھوڑ دیتا ہے اور اگر اسے کسی چیز سے عشق ہو گیا ہو تو اس چیز سے بہتر چیز مل جانے پر پہلا عشق چھوڑ دیتا ہے اور دوسری بہتر چیز کی طرف مائل ہو کر اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ کمزور انسان طاقت ور کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ طاقت ور کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے لازمی ہے کہ وہ خود طاقت ور بنے۔ یہ بھی ایک طرح سے اسی بات کی طرف مائل کرنے کا طریق ہے کہ انسان بہتر سے بہتر بنتا چلا جائے۔ اگر وہ چاہے کہ کمزور ہونے کے باوجود طاقتور سے مقابلہ کرے تو یہ اس کے لئے ممکن نہیں ہے لیکن اگر وہ طاقتوروں کی صف میں آنا چاہتا ہے تو اسے خود طاقت حاصل کرنی چاہیئے۔

حضور فرماتے ہیں کہ اس کی ایک یہ مثال بھی خاصی واضح ہے کہ لوہے کو کوٹنا ہو تو اسے اس سے کسی کم تر چیز سے نہیں کوٹا جا سکتا اور ایسی چیز جو لوہے سے کمزور ہو وہ لوہے کو کوٹ نہیں سکتی۔ لوہے کو کوٹنے کے لئے تو کوئی ایسی ہی چیز چاہیئے جو لوہے جیسی سختی اپنے اندر رکھتی ہو گویا کہ دوسرے الفاظ میں لوہے کو لوہے ہی سے کوٹا جا سکتا ہے جہاں تک زندگی کو بہتر بناتے چلے جانے کا سوال ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ احساس ہو جائے کہ قومی زندگی میں کچھ ایسی باتیں ہیں جنہیں ناپسندیدہ کہا جا سکتا ہے جن کے متعلق حضور اپنے اس تیسرے شعر میں فرماتے ہیں کہ تیرے بدن پر گندگی لگی ہوئی ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ تو ایسی جگہ پر جا جہاں یہ گندگی دور ہو سکتی ہے۔ چونکہ بدن کی گندگی پانی سے دور ہوتی ہے۔ اس لئے حضور فرماتے ہیں تو دریا کی طرف رخ کر وہاں جا کر غوطہ لگا اور اپنے بدن کو صاف کر لے۔ یہ تو ایک مثال ہے۔ مقصد دراصل یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کی ناپسندیدہ باتوں کو نیکوں کے ساتھ مل کر نیکوں کی صحبت میں رہ کر دور کر سکتا ہے نیکوں کی طرح بننے کے لئے لازم ہے کہ وہ نیکوں کے ساتھ چلے اور نیکوں کے متعلق اپنے دل میں محبت کے جذبات پیدا کرے۔ دریا میں جا کر غوطہ لگانا بھی ایک طرح سے محبت کے جذبات پیدا کرنے والی بات ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ جس شخص کو یہ احساس ہو جائے اور وہ کون ہے جو یہ کہے کہ اس کے جسم میں یا اس کی روح میں کوئی گندگی نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ایسی جگہ پر جائے ایسے لوگوں سے ملے ایسے لوگوں کے ساتھ رہے جو اس کی گندگی کو دور کر سکتے ہوں اور وہ ہیں نیک لوگ۔ گویا کہ نیکوں کی صحبت اختیار کرے۔ تو اس کی زندگی اچھی باتوں کی طرف مائل ہونا شروع ہو جائے گی۔ اور وہ یہ محسوس کرنے لگے گا کہ اس کے اندر نیکی پیدا ہو گئی ہے۔ اے خدا تو ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور کے ان ارشادات کے مطابق اپنی زندگیوں کے گند کو نیکوں کی صحبت میں رہ کر دور کر سکیں۔ ہمارا میلان نیکوں کی طرف ہو اور ہم ہر لمحہ اور ہر قدم پر نیکی کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔

ہماری تاریخ

حضرت (امام جماعت الثانی) کی شبانہ روز مصروفیات نے آپ کی صحت پر بہت اثر ڈالا اور سالانہ جلسہ ۱۹۲۵ء کے بعد آپ روز بروز کمزور ہو رہے تھے۔ اس لئے ڈاکٹری مشورہ کے مطابق آپ تبدیلی آب و ہوا کے لئے ۲۹ جولائی ۱۹۲۶ء کو مع اہل و عیال ڈلہوزی تشریف لے گئے اور ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو وارد قادیان ہوئے اس سفر میں حضور نے ترجمہ (-) اور ڈاک کا کام بدستور جاری رکھا اور اس غرض کے لئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلالپوری۔ صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بی۔ اے (پرائیویٹ سیکرٹری) اور یحیٰ خان صاحب ہمراہ گئے۔ نیز طبی مشورہ کے لئے ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب بھی جنہیں ہمیشہ آپ کے اکثر سفروں میں ہمرکاب رہنے کا شرف حاصل رہا ہے

سفر ڈلہوزی کے حالات میں اس امر کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے کہ حضور اپنے زمانہ (امامت) کے آغاز سے لے کر ۱۹۲۶ء تک ڈاک اور دوسری دفتری ضرورتوں پر سفر کرنے پر کارکنان سلسلہ کے اخراجات اپنے پاس سے ادا فرماتے آرہے تھے۔ مگر اب اپنی کمزور مالی حالت کے پیش نظر آپ نے پہلی بار صدر انجمن احمدیہ کو لکھا کہ ڈاکٹروں کا مشورہ ہے کہ میں آب و ہوا کی تبدیلی کروں۔ اب تک تو میں بوجہ مالی کمزوری کے اس کو ٹلاتا رہا ہوں۔ مگر اب چونکہ کمزوری زیادہ ہوتی جارہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا تجربہ بھی کر لوں۔ چونکہ اس حالت میں میں اکیلا سفر نہیں کر سکتا کیونکہ یہ میرے لئے بھی تکلیف دہ ہے اور گھر کے لوگوں کے لئے موجب تشویش۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ سب اہل خانہ کو ساتھ لے کر جاؤں۔ کیونکہ مکان بہرحال لینا ہو گا۔ اور دو جگہ کے اخراجات بھی تکلیف دہ ہوں گے۔ میں نے اندازہ کیا ہے دو ہزار کے قریب زائد خرچ ہو گا۔ اس میں سے ایک ہزار روپیہ کا مد متفرق غیر معمولی میں سے انتظام کر دیا جائے۔ ایک ہزار کا میں اگر اللہ نے چاہا تو بعض دوستوں سے انتظام کر لوں گا۔ یہ روپیہ (اللہ نے چاہا تو) بجٹ کے خاتمہ سے پہلے ادا کر دوں گا۔ تا سلسلہ کے کام کو نقصان نہ ہو۔ چونکہ اس سفر میں ترجمہ (-) اور ڈاک کا کام بھی ہو گا۔ اس لئے مولوی محمد اسماعیل صاحب۔ صوفی عبدالقدیر صاحب اور یحیٰ خان صاحب کے جانے کے متعلق بھی انتظام کیا جائے۔ مکان تو میں نے لے ہی لیا ہے۔ ان کے جانے اور آنے اور کھانے کے اخراجات اور کتب جو لے جانی پڑیں گی۔ ان کے کرایہ کے انتظام کی ضرورت ہو گی۔ میں نے اس سے پہلے کبھی یہ اخراجات اپنے سفروں میں نہیں لئے تھے بمبئی اور کشمیر میں مہمان نوازی اور اسی قسم کی دوسری دفتری ضرورتوں پر ہمراہ سفر کرنے والوں پر میرا تین چار ہزار روپیہ سے زائد خرچ ہوا تھا لیکن میں اب مقروض ہوں۔"

اس تحریر پر صدر انجمن احمدیہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ "یہ بار بحیثیت امام جماعت ہونے کے حضور کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے مجلس کا حق ہے کہ حضور سے درخواست کرے کہ یہ بار حقیقتاً مجلس کے اٹھانے کا ابتداء ہی سے ہے۔ اس لئے اس کے اٹھانے کی اجازت بخشی جائے"۔

مگر حضور نے ایسی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور ۱۱ جولائی ۱۹۲۶ء کو تحریر فرمایا "میں آپ لوگوں کی محبت کا ممنون ہوں مگر اول تو آپ لوگ خود میرے مقرر کردہ ممبر ہیں اور ہماری کانسٹی ٹیوشن کے لحاظ سے (امام) کو کوئی رقم دینے کا فیصلہ بذریعہ شوریٰ کر سکتی ہے نہ کہ صدر انجمن احمدیہ اور یہ اصول کے خلاف ہے کہ ایک اپنی ہی قائم کردہ انجمن کسی شخص کی مالی امداد کا فیصلہ کرے۔ دوسرے اس وقت تک قرض لے کر ادھار اٹھا کر گزارہ کر رہا ہوں دل میں یہی نیت ہے کہ خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو خود ادا کر دوں گا۔ ورنہ جائیداد سے وصیت کر جاؤں گا۔ صحت کی حالت بتاتی ہے کہ بہت گذر گئی اور تھوڑی رہ گئی۔ اب اپنا طریق کیا بدلوں اور کسی کے لئے ٹھوکر کا موجب کیوں بنوں۔ میری طبیعت اس قدر حساس ہے خصوصاً مالی معاملات میں کہ ایک حرف اعتراض کا خواہ اشد ترین منافق کی زبان سے کیوں نہ نکلا ہو کہ میرے قلب کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچتا ہے۔ اس وقت میری یہ حالت ہے کہ تیس آدمی کے قریب ہیں جن کا خرچ مجھے اٹھانا پڑتا ہے۔ اور دو سو روپیہ ماہوار

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ

املاء نامہ

آزادی کے بعد املا کی اصلاح و تنظیم کی طرف پھر سے توجہ ہوئی۔ کئی ذہنوں نے ان مسائل کو وہیں سے لیا جہاں ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے انہیں چھوڑا تھا۔ نیز یہ احساس بھی عام ہوا کہ املا کے بارے میں سوچتے ہوئے محض صوتیات ہی سے نہیں، سماجی لسانیات سے بھی مدد لینی چاہیئے۔ زبان کی صوتیات اس کی سماجیات سے ہٹ کر کوئی معنی نہیں رکھتی۔ بعض حضرات نے اردو رسم الخط کو خالص صوتی بنیادوں پر ڈھالنے میں یہی غلطی کی تھی۔ ڈاکٹر جافر حسن کا صوتی املا (جس کی سید ہاشمی فرید آبادی اور سید اختر حسین رائے پوری نے بھی کسی حد تک تائید کی تھی) چونکہ اردو کے تاریخی ارتقاء اور سماجی ضرورتوں کا اتنا احساس نہیں رکھتا تھا جتنا ضروری ہے، نیز اس میں رواج اور چلن سے بھی صرفِ نظر کیا گیا تھا۔ اس لئے جزوی طور پر بھی قبول نہ ہو سکا۔ زبان کے معاملے میں صدیوں کے چلن اور سماجی ضرورتوں اور عام استعمال سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ سجاد مرزا اور ہارون خان شروانی نے اردو ٹائپ اور طباعت کے لئے جو کوششیں کیں (اردو رسم خط اور طباعت، حیدر آباد، ۱۹۵۷ء) ان میں بالواسطہ طور ہی پر سہی، املا کے نکات بھی زیرِ بحث آئے۔ اردو املا کے نام سے غلام رسول نے ایک کتابچہ ۱۹۶۰ء میں حیدر آباد سے شائع کیا۔ عبدالغفار مدہولی نے اپنے تدریسی تجربوں کی بنا پر اردو املا کا آسان طریقہ رائج کرنے کے لئے متعدد تحریریں لکھیں۔ اور اسی نام سے ۱۹۶۳ء میں دہلی سے ان کا ایک کتابچہ بھی شائع ہوا۔ اس زمانے میں سید احتشام حسین اور آل احمد سرور نے بھی بعض اصلاحات کے لئے ذہنی فضا تیار کرنے میں مدد دی۔ ڈاکٹر گیان چند جین اور راقم الحروف نے اپنے مضامین میں صحتِ املا کے لئے جامع سائنسی اصولوں کو اپنانے کی اہمیت پر زور دیا۔ رشید حسن خاں بھی املا کے مسائل پر برابر غور و فکر کرتے رہے اور لکھتے رہے۔ ۱۹۷۳ء میں ترقی اردو بورڈ نے ڈاکٹر سید عابد حسین کی صدارت میں املا کمیٹی مقرر کی۔ راقم الحروف اور رشید حسن خاں اس کے رکن مقرر کئے گئے۔ رشید حسن خاں اردو املا پر اپنی کتاب لکھنے میں مصروف تھے۔ کمیٹی کی متعدد نشستوں میں ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اور انجمن کی کمیٹی اصلاحِ رسمِ خط کی مجوزہ اصلاحات اور دوسرے مسائل پر غور و خوض ہوا، بنیادی اصول طے کئے گئے اور سفارشات مرتب کرنے کا کام راقم الحروف کو سونپا گیا۔ رشید حسن خاں نے اردو املا پر عالمانہ اور مبسوط کتاب لکھی۔ جس میں بنیادی اصولوں کی وضاحت کی گئی، مختلف عنوانات کے تحت ضروری الفاظ کی فہرستیں شامل کی گئیں۔ اور لغات میں پائے جانے والے انتشار اور غلط نگاری کا تفصیلی جائزہ لے کر ترجیحی صورتوں کا تعین کیا گیا۔ لیکن واضح رہے کہ یہ کتاب ایک فردِ واحد کا کام ہے۔ کمیٹی نے اُن کے کام اور اُن کے مشوروں سے استفادہ کیا۔ لیکن جس طرح کمیٹی نے ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اور انجمن کی کمیٹی اصلاحِ رسمِ خط کی کئی اصلاحات کو رد کر دیا۔ رشید حسن خاں کی بعض باتوں سے بھی کمیٹی باوجود کوشش کے متفق نہ ہو سکی اور املانامہ میں متعدد سفارشیں اُن سے ہٹ کر کی گئیں۔

املانامہ طبعِ اول (۱۹۷۴ء) میں زیادہ تر ان اصلاحات کو اپنایا گیا۔ جو انجمن ترقی اردو کی کمیٹی اصلاحِ رسمِ خط (۱۹۴۳ - ۴۴ء) نے پیش کی تھیں یا جن کی وضاحت ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اپنے مضامین اور تحریروں میں کرتے رہے تھے۔ ترقی اردو بورڈ کی املا کمیٹی کو بعض مقامات پر بنیادی نوعیت کا اختلاف تھا۔ جس کی نشان دہی کر دی گئی۔ مثلاً وہ اصلاحات جو انقلابی تبدیلیوں پر مبنی تھیں۔ جیسے مصدر یا کسی صیغے کے آخر میں جو نا، تا وغیرہ آتے ہیں، وہ مادّے سے جدا کر کے لکھے جائیں۔ جیسے لکھ نا، لکھ تی، لکھ تے، لے نا، اٹھ تیں، بھیج وانا، دے تا۔ یا بالکل کو بلکل خوش کو خش لکھا جائے، یا نونِ غنہ کو منفصل لکھا جائے۔ جیسے بھان س، بان س، سن گھاڑے۔ یا ی کو بھی مثل الف اور واو الگ لکھا جائے جیسے بی ان، بی ن، بی ز، پی ر، پی ڑ، بھگی ر۔ یا یہ کہ عربی کے ہم آواز حروف جن کی تین یا چار شکلیں آتی ہیں ان کو گھٹا کر صرف دو شکلوں پر اکتفا کیا جائے یعنی ث، ص، س میں سے ص کو اور ز، ذ، ض اور ظ میں سے ذ اور ض کو حذف کر دیا جائے۔ یا ہمزہ جب منفصل حرف کے بعد آئے تو بالکل جدا لکھا جائے۔ جیسے لاء ی، جاء ی، داء رہ، کوء ی، سوء یاں، زاء ل، قاء ل، طاء ر، زاء د، سناء ی، آء ی، یا مصیبت کو مصی بت، گھر کنا کو گھ ر ک نا، اور قرینہ کو قری نہ لکھا جائے۔ یا ڑھ کو ڑھ، ڈھ کو ڈھ یعنی ملا کر وصل کی بجائے دھرتی، ادھ ورا کی بجائے ادھورا لکھا جائے۔ ایسی تبدیلیاں چونکہ رواج اور چلن میں نہیں آ سکتی تھیں اور ناقابلِ عمل تھیں۔ اس لئے ان کو نظر انداز کر دیا گیا۔

سفارشات پیش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل رہنما اصول سامنے رہے:

۱۔ صحتِ املا کے جو اصول اب تک سامنے آ چکے ہیں، اور محتاط اہلِ قلم کے ہاں جن پر عمل بھی ہو رہا ہے، ان کو علمی، صوتی اور لسانیاتی نظر سے پرکھا جائے اور سائنٹفک طور پر منضبط و منظم کر کے پیش کیا جائے۔

۲۔ اردو کے صدیوں کے چلن اور رواج کو پوری اہمیت دی جائے اور استعمالِ عام کی روشنی میں ترجیحی صورتوں کا تعین کیا جائے۔

۳۔ املا میں کوئی تبدیلی ایسی تجویز نہ کی جائے جو اردو کی علمی میراث، اس کی تاریخ مزاج اور سماجی ضرورتوں کے نقطۂ نظر سے ناقابلِ عمل ہو۔

۴۔ عربی فارسی سے ماخوذ اردو کے ہم آواز حروف ہماری لسانی میراث کا جزو بن چکے ہیں۔ انہیں کی بدولت ہزاروں الفاظ کی بیش بہا دولت ہمیں ودیعت ہوئی ہے جو ہماری زبان کا جزو لاینفک ہے۔ اس سرمائے کا تحفظ ہمارا فرض ہے۔

۵۔ عربی کے جو مرکبات، عبارتیں یا مکمل اجزاء اردو میں مستعمل ہیں۔ انہیں اصل کی طرح لکھنا چاہیئے۔ ان پر اردو املا کے اصولوں کا اطلاق نہ ہونا چاہیئے۔

۶۔ املا کے اصولوں کا تعین کرتے ہوئے وسیع تر عام زبان پر نظر رکھی گئی ہے، محض شعری زبان پر نہیں (شاعری میں ضرورتِ شعری کے تحت لفظوں کو کبھی اشباع اور کبھی تخفیف کے ساتھ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عام زبان میں لفظ کی متعینہ شکل ہی استعمال ہوتی ہے)۔

۷۔ جہاں مروجہ قاعدوں سے کوئی مدد نہیں ملی یا املائی انتشار حد سے بڑھا ہوا ہے، وہاں معیاری تلفظ کی پیروی پر اصرار کیا گیا۔ معیاری تلفظ کو بنیاد بنانے سے ایسے بہت سے مسائل آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔

۸۔ سفارشات کو پیش کرنے میں قدیم علمِ ہجا سے بھی مدد لی گئی، اور جدید صوتیات و سماجی لسانیات سے بھی۔ اردو ایسی پیچیدہ اور متنوع زبان ہے کہ کسی ایک نقطۂ نظر کو اپنا کر اس کے املا سے پورا پورا انصاف کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ وسیع تر طریقۂ کار کو اپناتے ہوئے جہاں سے بھی جو روشنی مل سکتی تھی، لی گئی۔

زیرِ نظر صفحات میں قدیم روایت کا تسلسل بھی ملے گا اور جدید فکر کی سائنٹفک توجیہہ بھی۔ صوتیات کے کئی تصورات ایسے ہیں کہ انہیں قدیم اصلاحوں میں پیش کیا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ دقت بعض امور سے بحث کرتے ہوئے بار بار محسوس ہوئی، جس کی وجہ سے ایک طرح کا مفاہمتی رویّہ اختیار کرنا پڑا۔ ایسا اس لئے بھی ضروری تھا کہ زیرِ نظر سفارشات صرف ماہرین اور محققین کے لئے نہیں، بلکہ اردو کے عام لکھنے پڑھنے والوں کے لئے بھی ہیں جن میں طالبِ علم، ادیب، شاعر، صحافی، خوشنویس، ٹائپسٹ، نقل نویس، پروف پڑھنے والے، سبھی شامل ہیں۔ ان مباحث کے لئے زبان جتنی زیادہ سے زیادہ آسان اور عام فہم اختیار کی جا سکتی تھی، کی گئی ہے۔ مثالیں ہر جگہ دی گئی ہیں۔

دنیا کی شاید ہی کوئی ترقی یافتہ زبان ہو جس کا املا پوری طرح صوتی ہو۔ حروف کی صوتی اقدار سے عدم مطابقت کئی زبانوں میں ملتی ہے۔ اردو میں حروفِ صحیح آوازوں سے زیادہ ہیں۔ اور حروفِ علت آوازوں سے کم۔ اس سے کچھ پیچیدگیاں تو پیدا ہوتی ہی ہیں۔ لیکن ان سے مفر بھی نہیں۔ اس کمیٹی کا کام اردو املا میں تبدیلیاں کرنا نہیں تھا۔ اصل مقصد یہ تھا کہ املا میں جو بے اعتدالیاں اور بے قاعدگیاں راہ پا گئی ہیں ان کو دور کیا جائے اور صحت اور اصول کی راہ دکھائی جائے۔ راقم الحروف ان سب حضرات کا ممنون ہے جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید ہونے کا موقع دیا۔

گوپی چند نارنگ

نئی دہلی

مارچ ۱۹۷۴ء

بقیہ: صـ ۵

جہاں جداگانہ انتخابات کا سسٹم جاری ہے۔ پاکستان میں مذہب کی بنیاد پر اور جنوبی افریقہ میں نسل کی بنیاد پر۔ ان دونوں ملکوں کا ایک اس سلسلے میں ایک ہی وجہ اور ایک ہی طرح ذکر کیا جانا اچھا نہیں لگتا اور اسے ختم ہونا چاہیئے۔ جنوبی افریقہ میں بھی جہاں سفید فام حکمران ہیں اس طریقِ انتخاب کو ختم کرنے کا عمل جاری ہے۔ اس کے علاوہ جداگانہ انتخاب مسلمانوں کی اکثریت کے لئے بھی خاصا مضرت رساں ہے۔ اسکی وحدت ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا خدشہ ہے کیونکہ عملی طور پر فرقہ واریت کی بنیاد پر یہ کئی حصوں میں منقسم ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

ڈان

۵ - فروری ۱۹۹۳ء

روزنامہ ڈان کے ۵ فروری ۱۹۹۳ء کے شمارے میں نورالدین صاحب منیر کراچی سے اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ پارلیمانی امور کے وزیر نے اعلان کیا ہے کہ حکومت فیصلہ کر چکی ہے کہ فرقہ واریت کو ختم کر دیا جائے گا ۔ یہ بیان ڈان کے ۱۶ جنوری کے شمارے میں شائع ہوا ہے ۔ منیر صاحب کہتے ہیں کہ اگر ایسا کیا جا سکا تو نہ صرف قائداعظم کے خواب جو ابھی تک پورے نہیں ہوئے پورے ہو جائیں گے بلکہ پاکستان میں بہت سے مصائب کا بھی خاتمہ ہو جائے گا ۔ آپ کہتے ہیں کہ قائداعظم مسلمانوں کے لئے برصغیر میں ایک ملک چاہتے تھے جس کے مسلمان خود حکمران ہوں ۔ اور جہاں وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں ۔ قائداعظم پہلی بات تو پوری کر پائے کہ پاکستان کا قیام عمل میں آگیا ۔ لیکن تقدیر نے انہیں زیادہ دیر زندہ نہ رہنے دیا کہ وہ اپنی دوسری بات کو بھی پورا کر سکتے اور آپ پاکستان کو ایک جدید اور جمہوری ترقی کرنے والی ریاست بنانے سے پہلے وفات پا گئے ۔ آپ چاہتے تھے کہ اس ملک میں اسلام کے برابری اور اخوت کے اصولوں کو رائج کیا جائے البتہ انہوں نے کنسٹی ٹیوٹ اسمبلی کو یہ ہدایت دی تھی کہ وہ ان خطوط پر دستور بنائیں اور اس بات پر زور دیا کہ تمام شہریوں کو برابری کے حقوق حاصل ہونے چاہئیں اور ان میں کسی قسم کا علاقائی یا فرقہ وارانہ امتیاز روا نہ رکھا جائے ۔ قائداعظم نے ملائیت کے خلاف بھی زور دیا اور اس بات کی بھی مذمت کی کہ کسی ایک فرقے کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنے مخصوص قسم کے اسلام کو ملک میں رائج کرے ۔ منیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ان کے جانشینوں نے ان کی خواہشات کو پورا نہ کیا اور پاکستان ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا جو غیر معروف ملاں کہلائے جا سکتے ہیں ۔ ان لوگوں نے اس کی سیاسی فلاسفی کو موجودہ زمانے سے الگ تھلگ کر دیا ۔ منیر صاحب کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں ۔ فرقہ واریت ہی کو لے لیں قرآن کریم اس کی ہرگز پشت پناہی نہیں کرتا ۔ یہ بات بھی مدنظر رہے کہ فرقہ واریت نے آج تک مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ اسے نقصان سے دوچار کیا ہے اور آپس میں نفرت اور غیر رواداری کے جذبات کو فروغ دیا ہے ۔ اور ان میں شدت پیدا کی ہے ۔ اب حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ فرقہ واریت کو ختم کر دیں گے ۔ اگرچہ یہ کوئی سہل کام تو نہیں ہے ۔ کیونکہ ہمارے عوام الناس خاصے ناواقف ہیں اور جلدی سے بہکائے جا سکتے ہیں جو لوگ مختلف مذاہب کے پیروکار ہوں اور جن کے نظام حیات اور طور طریق زندگی ایک دوسرے سے مختلف ہوں ان کو ایک قوم اور وہ بھی مستحکم قوم بنا دینا کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ لیکن سے پاکستانی شہریوں کو سیاسی کارگزاریوں میں اکٹھے کر دینا ایک ایسا امر ہے جس سے آغاز کیا جا سکتا ہے اور ایسا کرنے کے لئے مخلوط انتخابات کا طریق کار اپنایا جانا چاہیئے ۔ لوگوں کا ایک دوسرے پر انحصار کرنا تاکہ وہ سیاسی حمایت حاصل کر سکیں انہیں ایک دوسرے کے قریب لائے گا ۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے ہر شخص کو اس بات کی آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے مذہب کے عقائد کو مانے ان پر عمل کرے اور اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکے ۔ اوپر کہی گئی باتوں کے علاوہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اپنے شہریوں کو اس بات کی تعلیم دینے کے لئے کتابیں پریس اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو استعمال کرے اور ان کے ذریعے انسانی بنیادی حقوق کو اجاگر کیا جائے تاکہ ایکدوسرے سے رابطے میں یہ باتیں ممد ثابت ہوں ۔ جہاں تک لوگوں کا آپس میں مل جل کر ایک قوم بننے کا سوال ہے یہ نہایت پسندیدہ بات ہے اور اس سے قوم ترقی کی راہ پر بھی گامزن ہو سکتی ہے اور ملک کا دفاع بھی بہتر طریق پر کیا جا سکتا ہے ۔ اگر حکومت اپنے اس عہد کو نبھانے میں سنجیدہ ہے کہ وہ فرقہ واریت کو ختم کر دے گی تو اسے چاہیئے کہ وہ کوئی عملی اقدام کرے ۔ تاکہ ٹھوس نتائج سامنے آئیں ۔

Wiping out sectarianism

MAKING a momentous announcement, the Federal Minister for Parliamentary Affairs has proclaimed that "the Government has decided to wipe out sectarianism". (*Dawn* Jan 16).

By implementing this pledge, the government would not only accomplish the unfulfilled aspect of Quaid-i-Azam's dream but also remove the cause of untold misery in Pakistan.

The Quaid-i-Azam had envisioned to have a sovereign state for Muslims in the sub-continent where they could live according to the pristine principles of Islam. He realised the first part of his mission by carving out Pakistan. But destiny did not let him accomplish the second phase of his plan.

He died before he could build Pakistan as a modern democratic and progressive state reflecting in it the universal principles of Islam like equality, fraternity and egalitarianism.

However, he had firmly directed the Constituent Assembly to frame the Constitution on these lines and stressed that all its citizens should have equal rights without any discrimination on ethnical and sectarian bases.

He had also sternly warned against theocracy and condemned the idea of empowering any particular sect to impose its peculiar version of Islam in the country and persecute its citizens on that ground.

But what an irony that his successors failed to comply with his desires and Pakistan has remained virtually at the mercy of obscurantist Mullahs who have subjected it to outdated political philosophy, quite irrelevant to the conditions prevailing in the present-day world. Moreover, it is neither sanctioned by the Holy Quran nor by the Sunnah of the Holy Prophet (PBUH).

For intance, take the case of sectarianism. It has not the least support in Holy Quran.

Apart from the above it should also be considered that sectrianism has contributed nothing to Muslims but evil throughout their long and chequerred history. It has provoked among them hatred and intolerance making them vulnerable to disintegration at the hands of their enemies.

The government has pledged itself to wipe out sectarianism, which, however, is not an easy job, especially as our masses are ignorant and can easily be exploited by vested interests. Moreover, it is hard to weld a people into a firm and compact nation who are attached to different religions having disparate codes and ideals of life.

But a beginning can be made in this direction by unifying Pakistani citizens in their political activities by restoring joint electoral system. The inter-pdependence of the people on each other for winning political support will bridge the gulf between them and tend to bind them together.

So far as religion is concerned everyone should be free to profess, practise and preach the faith of his

Besides the above, the government should educate its subjects hrough text books, print and electronic media to observe the fundamental human rights when dealing with each other. Also about the desirability of unifying themselves into one nation for ensuring more prosperity and better defence of the country.

If the government is sincere in making its pledge to wipe out sectarianism it should take some concrete steps to produce positive results.

NUR-UD-DIN MUNEER
Karachi

DAWN FRIDAY, FEBRUARY 5, 1993

روزنامہ ڈان کے ۸ فروری ۹۳ء کے شمارے میں عبدالمجید صاحب کراچی کہتے ہیں کہ میں مسٹر نورالدین منیر کے ۲۲ جنوری ڈان کے خط کی حمایت کرتا ہوں ۔ اس خط میں آپ نے مرکزی نقطہ مخلوط انتخابات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ اگر پاکستان کو ایک مضبوط قوم بنانا ہے تو سب سے پہلا ضروری امر یہ ہے کہ مخلوط انتخابات کو دوبارہ جاری کیا جائے جتنی جلدی ایسا کیا جا سکے اتنی ہی یہ بات بہتر ہو گی ۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جداگانہ انتخابات یک طرفہ فیصلے کے ذریعے ایک آرڈیننس کی صورت میں جاری کئے گئے تھے اور ایسا اس وقت کیا گیا تھا جب ایک ایسا آمر موجود تھا جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ بظاہر اس میں نرمی پائی جاتی تھی ۔ مرحوم جنرل ضیاء نے اپنے اقتدار کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے (اور یہ اقتدار دس سال سے زیادہ عرصہ تک جاری رہا) لوگوں کو تقسیم کیا اور اس تقسیم کی بنیاد مذہب اور فرقہ واریت رکھی ۔ اس طرح انہوں نے سارے ملک کا سیاسی اور سماجی تناظر آلودہ کر دیا ۔ انہوں نے اقلیتوں پر جداگانہ انتخابات ان کی مرضی کے خلاف ٹھونسے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اقلیتیں ایک طرف پھینک دی گئی ہیں اور ملک کے سیاسی اور سماجی زندگی کے دھارے سے الگ کر دی گئی ہیں ۔ اب وقت ہے کہ ہم اس سسٹم کو ختم کر دیں مخلوط انتخابات کا دوبارہ اجراء اقلیتوں میں اعتماد پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہو گا ۔ اور یہ ان کی اخلاقی قوت کو بھی ابھارے گا ۔ ہمارے پارلیمانی اراکین سیاسی راہنما سنجیدہ افراد جن کا تعلق سیاسی تنظیموں سے ہے ہمارے دانشور وکلاء صحافی اور ماہرین تعلیم غرضیکہ تمام ایسے لوگ جنہیں ملک کا مفاد پسند ہے انہیں اس معاملے کے متعلق غور کرنا چاہیئے ۔ یہ ایک ناپسندیدہ سا اتفاق ہے کہ اس وقت دنیا میں صرف دو ایسے ملک ہیں ۔ پاکستان اور جنوبی افریقہ

باقی صہ ۲ پر

اطہر حلیم احمد بشیر

پالک ۔ ایک فولادی ترکاری

ہمارے بازاروں میں بے شمار قسم کی سبزیاں فروخت ہوتی ہیں جنہیں ہم مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں ان میں پتے دار سبزیاں بھی ہوتی ہیں۔ جن میں میتھی۔ چولائی۔ بتھوا کلفہ، پالک ترش یا کھٹا پالک قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ استعمال نرم ملائم اور گہرے سبز رنگ کے پتوں والا یہ ساگ بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔ برصغیر کے علاوہ براعظم ایشیا کے تقریباً تمام ملکوں میں یہ صدیوں سے انسانی غذا میں شامل ہے یورپ میں اس کا استعمال تقریباً ۱۵ ویں صدی عیسوی میں شروع ہوا۔ وہاں اسے اسپائناخ کہتے ہیں۔ جب کہ اس کا عربی نام اسفاناخ ہے۔

اطبا کے مطابق پالک گرم و سرد دونوں مزاجوں کے موافق جاتی ہے۔ یہ ایک زود ہضم ساگ ہے۔ بہت جلد پک بھی جاتا ہے۔ یہ چونکہ صفرا کی مقدار کو اعتدال پر رکھتا ہے اس لئے ساگ معدہ اور یرقان اصفر کے لئے بھی مفید ہوتا ہے۔ اس سے پیاس بھی بجھتی ہے اور پیشاب کی جلن اور سوزش بھی دور ہو جاتی ہے۔ گرم نزلے میں اس کے صاف پتوں کو باریک کتر کر پانی میں گلا کر گھوٹ کر اس میں تھوڑا سا نمک سیاہ مرچ ملا کر سوپ کی طرح پینے سے آرام ہوتا ہے اس کے پانی سے غرغرہ کرنا گلے اور کوّے کے درد اور ورم کے لئے مفید ہوتا ہے۔ پالک میں شامل نمک مصفی خون ہوتے ہیں۔ اس کے استعمال سے خون کا جوش کم ہو جاتا ہے اور چونکہ مدر بول بھی ہے۔ اس لئے خون تیزابی اور مضر اجزاء سے پاک ہوتا ہے۔ اسی طرح قبض کے دور ہونے سے خون میں خراب اور مضر مادے کم ہو جاتے ہیں۔

غذائیت کے اعتبار سے پالک کو دوسرے ساگوں، بتھوا، چولائی وغیرہ پر برتری حاصل ہے۔ اگرچہ دوسرے ساگوں کی طرح اس کے کھانے سے بھی پیٹ میں نفخ کی شکایت ہوتی ہے۔ لیکن یہ بلغم پیدا نہیں کرتا۔ اس میں پکاتے وقت لہسن کے اضافے سے یہ خامی بھی دور ہو جاتی ہے پالک میں فولاد زیادہ مقدار میں ہوتا ہے اس لئے بھی اسے دوسری سبزیوں پر برتری حاصل ہے۔ غذا میں فولاد کی موجودگی بے حد ضروری ہے۔ اس کی کمی سے خون کی کمی ہو جاتی ہے۔ خون میں سرخ ذرات کی کمی کی وجہ سے چونکہ آکسیجن صحیح مقدار میں جذب نہیں ہوتی اس لئے کمزوری اور ناتوانی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خون کی اس کمی کو دور کرنے کے لئے پالک بے حد مفید ہے کیونکہ اس میں موجود قدرتی فولاد آسانی سے جزو بدن ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے تازہ پالک کو کوٹ کر کپڑے میں دبا کر نچوڑنے سے نکلا ہوا رس ۱۰، ۲۰ گرام تازہ نیم گرم دودھ میں ملا کر پینا ایک مفید تدبیر ہے۔ اس لئے بطور سالن استعمال کرنے کے لئے مناسب ہے کہ پالک کو بہت زیادہ نہ پکایا جائے۔ پالک کو دھو کر اس کے پتے کتر کر فرائی پین یا توے پر بہت کم نمک مرچ کے ساتھ ہلکی آنچ پر اس طرح پکائیں کہ وہ ادھ پکا رہے اسے روٹی کے ساتھ اچھی طرح چبا کر کھائیں۔ تھوڑا سفید زیرہ یا لہسن کے ایک دو جوے کتر کر ملا سکتے ہیں۔ ان کے اضافے سے ہضم میں آسانی ہوگی۔ پالک میں ۵ فی صد فولاد ہوتا ہے۔

پالک کا مادہ سبز (کلوروفل) بھی خون میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ یہ مادہ اس میں بڑی مقدار میں ہوتا ہے۔ فرانس میں دوران جنگ خون کے بہہ جانے سے کمی خون کے شکار سپاہیوں کو پچاس حصے شراب میں پالک کا رس ایک حصہ ملا کر پلایا جاتا تھا۔ اس طرح سپاہی بہت جلد صحت یاب اور توانا ہو جاتے تھے۔

۱۹۲۶ء میں یہ انکشاف بھی ہوا کہ پالک کے پتے حیاتین الف کا بھی ایک بہت اہم ذریعہ ہیں۔ اس کے مناسب مقدار میں روزانہ استعمال سے حیاتین الف فراہم ہوتا ہے جو جسم کے نشوونما کے علاوہ بصارت کی حفاظت اور اضافے کا اہم ذریعہ بنتا ہے ایشیا اور افریقہ میں بچوں کی اکثریت اس حیاتین کی کمی کی وجہ سے بینائی سے محروم ہو جاتی ہے۔ عالمی ادارۂ صحت اور دیگر صحتی اداروں نے توثیق کر دی ہے کہ اس حیاتین کی فراہمی کا بہترین ذریعہ پتے دار سبزیاں ہوتی ہیں جن میں پالک کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ عالمی ادارۂ صحت ان ملکوں میں اس حیاتین سے لبریز سبزیوں کی کاشت اور ان کے باقاعدہ استعمال کے فروغ کے لئے مختلف پروگرام پر عمل پیرا ہے۔ پالک بطور دوا بھی کئی شکایات کا ازالہ کرتا ہے۔ بھڑ کے کاٹنے پر اس کے لیپ سے آرام ہو جاتا ہے۔ تازہ پالک کے پتوں کو پیس کر بالوں کی جڑوں میں لگانے سے بالوں کا جھڑنا رک جاتا ہے۔ اور رستے بال اگ آتے ہیں۔ پالک صاف سیل بٹے یا کونڈی میں پیس کر لگانا چاہئے اس کے لگانے سے کچھ جلن ضرور ہوتی ہے ۱۰، ۱۵ منٹ بعد صاف پانی سے سر دھو لینا چاہئے یہ عمل ہفتے میں دو یا تین بار کرنا مناسب ہے۔

ماسخورے اور گندہ دہنی کے لئے بھی پالک ایک مفید علاج ہے۔ صبح پالک کے تازہ پتوں کو خوب اچھی طرح چبا کر کچھ دیر منہ میں رکھ کر تھوک دینا چاہئے۔ اس میں موجود حیاتین الف اور کلوروفل مسوڑوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے اور منہ صاف ہو کر سانس کی بدبو دور ہو جاتی ہے یہ عمل دن میں دو تین بار دہرایا جا سکتا ہے۔

پالک بالخصوص گردے کی پتھری کے مریضوں کے لئے مفید نہیں ہوتا۔ اس لئے انہیں اس سلسلے میں معالج کی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔ صحت مند افراد بچے، بوڑھے اور جوان اس سبزی سے اپنی صحت اور توانائی میں اضافہ کر سکتے ہیں حاملہ خواتین کے لئے پالک خاص طور پر بہت مفید ہے

تمام سبزیوں اور پھلوں کی طرح پالک کا تازہ ہونا بہت ضروری ہے۔ ویسے بھی پالک کو زیادہ عرصے تک نہیں رکھا جا سکتا۔ بارش کے پانی سے اگنے والی پالک سب سے اچھی سمجھی جاتی ہے کنوؤں اور نہروں کے صاف پانی کی پالک بھی اچھی ہوتی ہے۔ گندے پانی سے سیراب ہونے والی پالک استعمال نہیں کرنی چاہئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقلیتوں کا نظریہ

انگریزی ماہنامہ "دی ہیرلڈ" کے فروری ۱۹۹۳ء کے شمارے میں مسعود اے۔ بھٹی۔ کراچی سے لکھتے ہیں۔ "آپ کی خصوصی رپورٹ جو مذہبی اقلیتوں کے متعلق ہے اور جس کا عنوان LIVING ON THE EDGE (کنارے پر زندگی بسر کرتے ہوئے) ہے۔ ہیرلڈ سالنامہ ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی ہے۔ ایک خاصے کی چیز ہے۔ بابری مسجد کے انہدام کے نتیجہ میں جو بے لگام غصہ دیکھنے میں آیا ہے وہ یقیناً رواداری کی روح کے چہرے پر ایک دھبہ ہے اور یہ اس تشدد کا اظہار ہے جو آہستہ آہستہ ہمارے معاشرے میں داخل ہوتا جا رہا ہے۔ اسلامی ریپبلک کی گلیوں میں قتل و غارت کے جس انتہائی جذبے کا اظہار کیا گیا ہے اور جس میں تباہی اور بربادی بھی شامل ہے اسے کلیتہً نکال باہر پھینکنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ایک ایسی متمدن قوم کی زندگی بسر کریں جو اپنے بنیادی

Minority Views

Your special report on religious minorities titled *Living on the Edge* (*Herald* annual 1993) was outstanding. The unbridled religious frenzy witnessed in the wake of the Babri Mosque demolition was indeed a sad reflection on the spirit of intolerance and propensity for violence slowly permeating our society. Our passion for killing and destruction exhibited on the streets of the Islamic Republic needs to be eliminated altogether if we intend to survive as a civilised nation capable of preserving basic fundamental rights and human values.

Aamer Ahmad Khan's report *Unlikely Haven* filed from Rabwah made interesting and revealing reading. It was a good effort on the part of the *Herald* to bring out some bare facts about one of the most vigorously persecuted religious communities of Pakistan. Similar factual reports should also be written about other small communities so that their beliefs and practices are known instead of what is being projected by the mullahs.

The report on the whole appears to be fair, but certain factual inaccuracies need to be pointed out. The graveyard mentioned in the report is called *Bahishti Muqbara* and not *Firdous-e-Bareen*. This is not an unusual name for a final resting place as a graveyard by the name of *Janat ul Baqi* already exists in Saudi Arabia. The complex described in the report is known as *Darul Ziafat* and is a guest house providing free meals and lodging to all visitors, irrespective of their religious beliefs.

Masood A. Bhatty
Karachi

THE HERALD, FEBRUARY 1993

حقوق اور اساسی طرح انسانی اقدار کو محفوظ رکھ سکتی ہے۔

عامر احمد خان کی وہ رپورٹ جس کا عنوان "UNLIKELY HAVEN" ہے اور جو ربوہ سے بھیجی گئی تھی خاصی دلچسپ ہے اور کئی باتوں کا انکشاف کرتی ہے۔ ہیرلڈ نے ایک ایسی مذہبی جماعت کے متعلق جس کے ساتھ زور شور سے تشدد کیا جا رہا ہے ان حقائق کو منظر عام پر لا کر ایک بہت اچھی کوشش کا اظہار کیا ہے۔ ایسی ہی حقیقت پسندانہ رپورٹیں دیگر چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے متعلق بھی پیش کی جانی چاہئیں تاکہ ان کے حقائق اور ان کی عملی

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

محمد فائز گورایہ ابن محمد خالد گورایہ
ربوہ

طیبہ نزہت بنت محمد اسلم ورک
ترگڑی

عائشہ صدیقہ بنت محمد دین
ترگڑی

اظہر خلیل ابن خلیل احمد
ترگڑی

طاہر احمد ابن محمود احمد بھنڈر
ترگڑی

عبدالقدیر ابن منیر احمد کھوکھر
ترگڑی

زاہد محمود ابن محمد افضل چوہان
ترگڑی

سفیان محمود ابن محمود احمد ڈھلو
ترگڑی

مدیحہ احمد بنت ضمیر احمد جنجوعہ
ترگڑی

فرحان قادر ابن عبدالقادر چوہان
ترگڑی

عثمان احمد ابن نذیر احمد کھوکھر
ترگڑی

حسیب احمد مسعود ابن مشتاق احمد
ترگڑی

بشریٰ بی بی بنت امانت علی چوہان
ترگڑی

جنید احمد ابن محمد ایوب
ترگڑی

رضوانہ مقصود بنت مقصود احمد چوہان
ترگڑی

عدیل احمد ابن محمد ادریس جنجوعہ
ترگڑی

عقیل احمد ابن محمد ادریس جنجوعہ
ترگڑی

مکان برائے فروخت

واقع :۔ ناصر آباد۔ ربوہ
رقبہ :۔ ایک یا دو کنال
رابطہ :۔ ۱۔ مجید احمد صاحب۔ ربوہ
ٹیلیفون نمبر ۸۷۱ یا ۷۵۵
۲۔ مبارک احمد صاحب
احمدیہ ریسٹورنٹ۔ گولبازار ربوہ
۳۔ بشارت احمد صاحب۔ کراچی
ٹیلیفون نمبر ۹۳۱-۴۶

ڈش انٹینا ۔۔۔۔۔ ڈش انٹینا
مضبوطی اور معیار میں بلند تر

اعلیٰ کوالٹی کے ڈش انٹینا مختلف سائز میں دستیاب۔ پاکستان میں ہر جگہ فٹنگ کا انتظام۔ کم قیمت میں بہترین پرفارمنس، ایک سال کی مکمل گارنٹی کے ساتھ

ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ

فون دکان : ۸۳۱ ۶۶
فون رہائش بشارت احمد خان ۸۷۴

بقیہ: ص ٦

زندگی لوگوں کے سامنے آسکے نہ کہ لوگ ان کو ان باتوں سے پہچانیں جو ملاّ پیش کرتے ہیں۔ یہ رپورٹ عمومی طور پر تو بالکل ٹھیک ہے لیکن بعض حقائق میں کچھ خامی رہ گئی ہے جن کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ وہ قبرستان جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے اس کا نام فردوس بریں نہیں بلکہ بہشتی مقبرہ ہے اور وہ آخری آرام گاہ کے لئے کوئی غیر معمولی نام نہیں ہے۔ کیونکہ ایک اور قبرستان جنت البقیع کے نام سے سعودی عرب میں موجود ہے۔ جس کمپلکس کا اس رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے اسے دارالضیافت کہتے ہیں۔ اور وہ ایک لنگر خانہ ہے جہاں ہر آنے والے کے لئے بلا امتیاز مذہب خوراک اور رہائش مفت فراہم کی جاتی ہے

بقیہ: ص ۳

کے قریب لائبریری اور امداد وغیرہ کا خرچ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چار پانچ وقت کے کھانے میں سے ایک وقت کے سوا باقی سب قرض پر ہمارا گزارہ ہوتا ہے۔ اپنی عمر کے لئے میں اپنی جائیداد کی قیمت کی وسعت کا اندازہ کیا کرتا ہوں۔ کہ اس وقت تک زندہ رہنا میرے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ قرض کی رقم کو جائیداد بہ سہولت ادا کر سکے آگے اللہ تعالیٰ کے کام کا بندہ کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ غرض باوجود اس حالت کے اور رات اور دن کی پریشانی کے یہ روزمرہ کا دکھ مجھے زیادہ پسندیدہ معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ میں کوئی رقم "مال" سے بغیر قرضہ کے لوں اور کسی طرف سے میرے کان میں یہ آواز آئے کہ ان کو اس قدر رقم ملتی ہے۔ اب بھی جبکہ میں کچھ نہیں لیتا میرے کانوں میں یہ آوازیں پڑتی ہیں۔ کہ (امام) کی اس قدر بیویاں ہیں۔ اب ان کا خرچ جماعت پر پڑے گا۔ اگر میں کوئی رقم لوں گا تو یہ آواز میرے لئے بالکل ناقابل برداشت ہوگی۔ صاحب ایمان کے نفوس خدا کے لئے قربانیاں ہیں۔ کوئی کسی طرح قربان ہو جاتا ہے۔ کوئی کسی طرح قربان ہو جاتا ہے۔

خاکسار مرزا محمود احمد ۲۶/۱۱/۲۷"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۲۔ فروری۔ آج صبح سے بادل گھرے ہوئے ہیں۔ سردی معمول سے زیادہ ہے۔

○ مرزا اسلم بیگ سابق آرمی چیف کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع ہوگئی ابتدائی سماعت کے بعد ان پر توہین عدالت کا جرم عائد کر دیا گیا۔ منگل کے روز سے باقاعدہ توہین عدالت کے سلسلے میں کارروائی ہوگی۔ انہوں نے اپنے تمام وکلاء کو دستبردار کرا دیا۔ ذاتی طور پر بیان ریکارڈ کرانے کی اجازت مانگی جو شروع میں نہ ملی لیکن جج صاحبان نے فیصلہ کیا کہ انکو اس بات کی اجازت دے دی جائے۔ انہوں نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے کہ لاہور پریس کلب "میٹ دی پریس" پروگرام میں جو کچھ کہا آج بھی اس پر قائم ہیں۔ البتہ اس بات کی طرف انہوں نے اشارہ کیا کہ جس انداز سے اخبارات نے رپورٹ شائع کی وہ قطعاً درست نہیں ہے۔ انہیں اس بات پر اصرار ہے کہ جو پیغام انہوں نے سپریم کورٹ کو بھیجا تھا وہ ملک کے وسیع تر مفاد میں تھا۔ نتائج بھگتنے کے لئے انہوں نے کہا کہ ہمیشہ سچ بولنا چاہتا ہوں خواہ اس کے نتائج کچھ بھی نکلیں۔ میں ہر نتیجہ بھگتنے کے لئے تیار ہوں انہوں نے کہا کہ ہمارے پیارے وطن کو جتنا سچ کو دبانے کے عمل سے نقصان پہنچا ہے کسی اور بات سے نہیں پہنچا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں جو مزید بیانات عدالت میں دوں گا ان سے ایک پنڈورہ بکس کھل جائے گا۔ اور بہت سے ایسے ناموں سے پردہ ہٹ جائے گا جو آج بھی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ انہیں سے پہلے توہین عدالت کا زبانی نوٹس دیا گیا تھا بعد ازاں تحریری نوٹس بھی جاری کر دیا گیا۔

○ سعودی عرب اور بعض دیگر عرب ریاستوں میں سوموار کے روز رمضان المبارک کا پہلا روزہ رکھا گیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے ایک برطانوی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے جان کا خطرہ نہ ہوتا تو پاکستان میں ہی آپریشن کروا لیتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ میرے وطن واپس جاتے ہی حکومت کے خلاف تحریک پھر تیز ہو جائے گی۔ بتایا گیا ہے کہ بے نظیر اگلے ہفتے وطن واپس آجائیں گی۔ جب کہ آصف زرداری والدین کے پاس رہیں گے ان کے مارچ میں آنے کا پروگرام ہے۔

○ محکمہ ڈاک کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ لائسنس فیس اور پنشن کا کام دوسرے محکموں کو دے دیا جائے گا۔ سیونگ بنک اور پی ایل آئی علیحدہ ادارے بنائے جائیں گے۔ ملازمین کو گولڈن شیک ہینڈ سکیم کے تحت فارغ کر کے ڈاک کی تقسیم اور ترسیل کا تمام کام نجی شعبے کو سونپ دیا جائے گا۔

○ بتایا گیا ہے کہ جنرل رشید دوستم خفیہ دورے پر پاکستان میں موجود ہیں۔ دوستم نے پاکستان کی دو اعلیٰ شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان انہیں ربانی حکومت میں شامل کرانا چاہتا ہے۔

○ وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ میں مردم شناس ہوں اور انسان کے قول و فعل میں تضاد کو آسانی سے سمجھ لیتا ہوں۔ صرف وہ بات کرنی چاہیئے جس پر عمل کرنا ہو۔ صدارتی امیدوار اور آٹھویں ترمیم کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ فیصلہ ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں ہوگا

○ پنجاب کے وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ پرامن تعلیمی ماحول کی راہ میں طلباء تنظیمیں رکاوٹ ہیں۔ تعلیمی نظام میں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ اب اساتذہ علم کی بجائے اطلاعات دیتے ہیں۔ قبضہ گروپ امتحانی مراکز میں کام کرتے ہیں۔ یہ باتیں ماہرین تعلیم نے کہی ہیں۔

○ شرعی عدالت نے کہا ہے کہ شادی کے سلسلے میں میاں بیوی کے علاوہ اور کسی کی شہادت ضروری نہیں اور نکاح کا رجسٹر کرانا بھی ضروری نہیں ہے۔

○ سندھ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ ۲۰ سندھ اسمبلی کی نشستوں پر انتخابات کروائے جائیں۔

ربوہ میں روزگار

کم از کم میٹرک پاس خوشخط نوجوان جو ربوہ میں معقول روزگار چاہتے ہیں صدر صاحب محلہ کی تصدیق کے ساتھ خود ملیں۔ زیادہ تعلیم کو ترجیح دی جائے گی۔

کیورٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ
ربوہ

خوشخبری
رمضان المبارک کے نظام الاوقات کا چارٹ
رؤف بکڈپو اقصیٰ روڈ۔ ربوہ سے مفت حاصل کریں۔

اوقات کار کیوریٹو کلینک
برائے رمضان المبارک
صبح ۸.۰۰ تا ۳.۰۰ بجے
ناغہ بروز جمعۃ المبارک
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
ربوہ
فون - دفتر ۱۷۷، کلینک ۶۰۶، رہائش ۶۰۷

"آغاز" کا ڈش انٹینا کیوں لگوایا جائے جبکہ دیگر ڈش انٹینا نسبتاً سستے مل جاتے ہیں؟

۱۔ "آغاز" کا ڈش انٹینا مرکزی کمیٹی کا واحد منظور شدہ انٹینا ہے۔
۲۔ "آغاز" کی ڈش پائیداری میں کئی گنا زیادہ ہے۔ آندھی وغیرہ کا مقابلہ نسبتاً زیادہ کر سکتی ہے۔
۳۔ "آغاز" کی ڈش میں نسبتاً بہت زیادہ قیمتی جالی و سٹینڈ استعمال کیا جاتا ہے۔
۴۔ "آغاز" ایک باقاعدہ کمپنی ہے جس نے اولین طور پر پاکستان میں صحیح اصولوں کے تحت ڈش انٹیناز بنانے شروع کئے۔
۵۔ "آغاز" ایک معروف کمپنی ہے جو کہ مستند گارنٹی فراہم کرتی ہے۔
۶۔ "آغاز" ڈش انٹینا کا رزلٹ بہتر ہے اور استعمال میں آسان ہے۔
۷۔ "آغاز" کی ۱۰ فٹ کا رزلٹ عام ۱۲ فٹ سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

ربوہ میں مقرر کردہ ڈیلر
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ فون دکان: ۸۳۱ ۴۴ فون رہائش: بشارت احمد خان ۴۸۷
سول ڈسٹری بیوٹر
ٹی وی پوائنٹ فیصل آباد
فون ۳۰۸۰۶ فیکس ۶۱۰۱۷۸

حبوب مفید اٹھرا ۱۵ گرام ۱۶/- ، ۶۰ گرام ۴۸/-
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) ۱۵۰/- روپے
زد جام عشق خاص ۴۸۰/- روپے
روشن کاجل ۵/- روپے
تریاقِ معدہ ۱۰/- روپے ، ۲۰/- روپے
NASIR ناصر
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ **ربوہ**
فون ۵۳۴-۶۳۴ (۰۴۵۲۴)